سوچتے ہیں اُس میں طلبا کوئی نہ کوئی نئی نکال لیتے ہیں طلبہ اور نوجوانوں کی بے چینی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ تعلیم میں بچوں کے اخلاق کو بہتر بنانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی یہ تمام ممالک عیسائی ہیں عیسائیت نے اگر چہ ایک حد تک اخلاق کی اچھی تعلیم دی لیکن تعلیم اور مشینی دور کے شروع ہوتے ہی مغرب میں مذہب کی حیثیت اجتماعی نہ رہی بلکہ انفرادی رہ گئی آج اس کا نتیجہ یہ کہ مغرب میں اخلاق کا دیوالہ نکل گیا ہے اور جب طلبا نے اخلاق کی حدود کو توڑ دیا وہ جو بھی کریں کم ہے۔

یہ عذاب ہمارے ہاں بھی یورپ سے گھس آیا ہے اور ہمارے نوجوانوں پر بُری طرح اثر انداز ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انگریز نے بر صغیر پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں وہی نظام تعلیم جاری کیا جو یورپ میں موجود تھا۔ کوئی آزادی اس وقت تک صحیح موثر ثابت نہیں ہو سکتی جب سیاسی آزادی حاصل کرنے والوں کو ذہنی آزادی نصیب نہ ہو۔ جسمانی آزادی بھی ذہنی غلامی پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی اور نہ صرف بے کار ہو کر رہ جاتی ہے بلکہ صدہا معاشرتی برائیوں کا سبب بنتی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد نظام تعلیم کی تبدیلی کو شدت سے محسوس تو کیا جاتا رہا ہے اور عام جلسوں میں اس نظام تعلیم کی خرابیاں بھی بیان کی گئی۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ گزشتہ ۵۰ سال سے ہم نے مرض کی تشخیص بھی کر لی ہے لیکن اس بیماری کو دور کرنے کے لئے ابھی تک کوئی نسخہ تجویز نہیں ہوا۔ اگر ہوا بھی تو اس کو ابھی تک استعمال نہیں کیا گیا۔

ظاہر ہے کہ جب ہم اپنے ملک میں ایک غیر اخلاقی نظام کو ترجیح دے رہے ہیں تو اس کا بعد اس پر پریشان ہونا کہ ہمارے نوجوانوں میں یہ بے اطمینانی کیوں ہے؟ عبث ہے کیونکہ

اے باصبا ایں ہمہ آوردہ تست

اسلام مسائل عالم میں ایک ایسا توازن قائم رکھتا ہے جس میں کہیں کوئی جھول نظر نہیں آتا لیکن اس کا کیا علاج ہم اسلام کے دعویدار ہوتے ہوئے اس پاکیزہ اور امن وامان کی تعلیم کو اپنے ہاں اپنانے کے لئے اب تک تیار نہیں ہوئے۔

اس وقت اس امر کی بڑی اشد ضرورت ہے کہ دنیا میں قیام امن اور اخلاق کو بہتر بنانے کے لئے کسی ایک ملک کو مثالی حیثیت دی جائے۔ اس سلسلے میں پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جس میں اس تجربے کو آزمایا جا سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے زعماء سیاسی بلندیوں کے شوق سے نیچے اتر کر ملک کے معیار اخلاق کو صحیح اسلامی اصولوں پر قائم کرنے کی کوشش کریں۔ وقت کی یہ سب سے بڑی ضرورت ہے۔

جو شخص لالچی ہو وہ حق گوئی کی جرات نہیں رکھتا

منصور کے پاس چند زہاد آئے ان میں سے ایک نے کہا: خدا نے تمام دنیا تجھے عطا کر دی ہے کچھ حصہ زمین کے بدلے تھوڑی سے آخرت کی آسائش بھی خرید لے۔ اس رات کو بھی کبھی یاد کر لیا کر جس کے بعد کوئی رات نہ آئے گی۔

منصور یہ سن کا خاموش ہو گیا اور حکم دیا کہ ان کو کچھ انعام دیا جائے۔ انہوں نے کہا جس کو انعام لینے کی خواہش ہوتی ہے۔ اس کو بادشاہوں سے ایسا کلام کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔

جامعہ سلفیہ کے پرنسپل پروفیسر محمد یٰسین ظفر کی والدہ رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ممتاز شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

بتاریخ 22 اکتوبر بروز پیر جامعہ سلفیہ کے پرنسپل پروفیسر محمد یٰسین ظفر کی والدہ ماجدہ حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر چک نمبر 223/E.B نزد گوگومنڈی میں ادا کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء مشائخ، اساتذہ و طلبا کے علاوہ مقامی لوگوں نے بھی شرکت کی۔ نماز جنازہ ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں دیگر معززین کے علاوہ رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن، خازن جامعہ سلفیہ صوفی احمد دین، شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی، مولانا حافظ مسعود عالم، مولانا حافظ محمد شریف، مولانا عبدالقادر ندوی، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد یونس بٹ، قاری محمد رمضان، مفتی عبدالحنان، مولانا انس مدنی مدیر کلیۃ دار القرآن، مولانا محمد ھود، مولانا حبیب الرحمٰن خلیق، مولانا عبدالستار حماد، مولانا حافظ عبدالستار کرملی والے، مولانا عابد مجید، رانا محمد یاسین شاہین اور مرزا سجاد انور کے علاوہ جامعہ سلفیہ کے تمام طلباء اور اساتذہ نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں نہایت عبادت گزار اور ذاکرہ تھیں علماء کرام کی خدمت کو سعادت سمجھتی تھیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ ادارہ جامعہ مولانا محمد یٰسین ظفر کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

سیکرٹری اطلاعات ونشریات

جامعہ سلفیہ فیصل آباد